جَمالُ القُرآن مکمل

مع حاشیہ

زِینتُ الفرقانؒ

مصنفہ

حکیم الامّت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ چند اوراق ہیں ضروریاتِ تجوید میں مسمّٰی بہ جمال القرآن اور اس کے مضامین کوملقب بہ لمعات کیا جاوے گا محبی مکرمی مولوی حکیم محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسۂ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر کتبِ معتبرہ سے خصوص رسالہ ہدیۃ الوحید مؤلفہ قاری مولوی عبدالوحید صاحب مدرس اوّل درجہ قرأت مدرسہ عالیہ دیوبند سے ملتقط کر کے بہت آسان عبارت میں جس کومبتدی بھی سمجھ لیں لکھا گیا ہے اور کہیں کہیں قرأت کے دوسرے رسالوں سے بھی کچھ لکھا گیا ہے وہاں ان رسالوں کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں اپنی یادداشت سے کچھ لکھا ہے وہاں کوئی نشان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔بس جہاں کسی کتاب کا نام نہ ہو وہ یا تو ہدیۃ الوحید کا مضمون ہے اگر اس میں موجود ہو ورنہ احقر کا مضمون ہے۔

وباللہ التوفیق وھوخیر عون وخیررفیق۔

کتبہٗ اشرف علی تھانوی ادہمی حنفی چشتی عفی عنہ

مشورہ مفید: اول اس رسالہ کوخوب سمجھا کر پڑھا دیں۔اور ہر شے کی تعریف اور مخارج وصفات وغیرہ خوب یاد کرادیں۔ اس کے بعد رسالۂ تجوید القرآن نظم حفظ کرادیا جائے اور اگر فرصت کم ہوتو رسالہ حق القرآن یاد کرادیا جاوے۔

فقط۔

کتبہٗ اشرف علی تھاعفی عنہ

==

تمہید جمال القرآن

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اگرچہ رسالہ جمال القرآن اس سے پیشتر مطبع بلال ساڈھورہ ومطبع احمدی لکھنؤ ومطبع انتظامی کانپور وغیرہ میں طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے مگر بوجہ عدم تکمیل بعض مضامین وعدم اہتمام تصحیح اس کے لئے

حواشی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ احقر نے اس کے مضامین کی توضیح وتکمیل اور اغلاط کی تصحیح کے لئے حواشی لکھے تھے لیکن چونکہ عموماً حواشی کی طرف التفات کم ہوتا ہے اور اس صورت میں معتد بہ نفع کی توقع بہت کم تھی اس لئے حسب ایماء وارشاد حضرت مؤلف علام مد فیوضھم اس نااہل نے ان حواشی میں سے جو مضامین نہایت ضروری ادا کے متعلق تھے ان کو رسالہ کا جزو بنادیا۔ اور جو مضامین بطور دلائل وتوضیح کے تھے ان کو حواشی میں رکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کردیا۔ حضرت ممدوح نے تصدیق وتحسین فرماکر طبع واشاعت کی اجازت عطا فرمادی اور تکمیل مضامین کی مناسبت سے اب اس رسالہ کا لقب جمال القرآن مکمل تجویز فرمادیا۔ اگر ناظرین باقتضائے بشریت کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس نااہل کی کم فہمی پر محمول فرماکر متنبہ فرمادیں۔ بعد تحقیق اس سے رجوع کرکے انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کردی جاوے گی۔ اور اگر کسی کو اصل عبارت (جو کہ تغیر وتبدل و اضافہ سے پہلے تھی) دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ مطابع مذکور کے مطبوعہ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ والسلام

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم

کتبہٗ احقر محمد یامین عفی عنہ

====================

تجوید کی تعریف

پہلا لمحہ: تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی صفات کو ادا کرنا، اور اس علم کی حقیقت اسی قدر ہے اور مخارج اور صفات آگے آویں گے چوتھے اور پانچویں لمحہ میں۔

تجوید کی ضرورت

دوسرا لمحہ: تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا لحن کہلاتا ہے اور یہ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا جیسے اَلحَمدُ کی جگہ اَلھَمدُ پڑھ دیا۔ ثؔ کی جگہ سؔ پڑھ دیا یا حؔ کی جگہ ہؔ پڑھ دی یا ذؔ کی جگہ زؔ پڑھ دی یا صؔ کی جگہ سؔ پڑھ دیا، یا ضؔ کی جگہ دؔ یا ظؔ پڑھ دی یا ظؔ کی جگہ زؔ پڑھ دی یا عؔ کی جگہ ہمزہ پڑھ دیا' اور ایسی غلطیوں میں اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ یا کسی حرف کو بڑھا دیا جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں دال کے پیش کو اور ۃ کے زیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھا اَلْحَمْدُو لِلّٰهِی یا کسی حرف کو گھٹا دیا جیسے لَمْ یُوْلَدْ میں واؤ کو ظاہر نہ کیا اس طرح

پڑھا لَم یُلَد یازبرزیرپیش جزم [۴] میں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ دیا
جیسے اَیّاكَ کے کاف کازیرپڑھ دیایااِھدِ نَا میں ہٖ سے پہلے اس طرح زبر پڑھ دیااِھدِنَا

یا اَنـعَـمـتَ کی میم پراس طرح حرکت پڑھ دی اَنمَمتَ یااوراسی طرح سے کچھ پڑھ دیا۔ان غلطیوں کولحن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے (حقیقۃ التجوید) اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز جاتی رہتی ہے۔اور دوسری قسم یہ کہ ایسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حسین ہونے کے جوقاعدے مقرر ہیں ان کے خلاف پڑھا جیسے رٓ پر جب زبر یا پیش ہوتا ہے اس کوپُر یعنی منہ بھر کر پڑھا جاتا ہے جیسے اَلصِرَ اط کی راء جیسا آٹھویں لمحہ میں آوے گا مگر اس نے باریک پڑھ دیا اس کولحن خفی کہتے ہیں۔ یہ غلطی پہلی غلطی سے ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے (حقیقۃ التجوید) لیکن بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔

آداب تلاوت

تیسرالمحہ: قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے اَعُوذُبَاللهِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم ط پڑھنا ضروری ہے۔[۱] (۱ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے کمافی بعض شروح الشاطبیۃ ۱۲ زینۃ الفرقان) اور بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورت سے شروع کرے تو بسم اللہ ضروری ہے۔اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت بیچ میں شروع ہوگئی تب بھی بسم اللہ ضروری ہے۔مگر اس دوسری صورت میں سورۃ براۃ کے شروع میں نہ پڑھے۔اور بعضے عالموں نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورۃ براۃ پر بسم اللہ نہ پڑھے۔اور اگر کسی سورت کے بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے۔ضروری نہیں لیکن اعوذ اس حالت میں بھی ضروری ہے۔

مخارجِ حروف

تیسرالمحہ: جن موقعوں سے حروف [۲] ادا ہوتے ہیں ان کومخارج کہتے ہیں اور یہ مخارج سترہ (۱۷) ہیں۔

(۲ جمع حرف ویرید حرف الہجاء لاحرف المعنی وہوصوت معتمد علٰی مقطع محقق ومقدر وتختص بالالسان وضعاً کمافی شرح الجزریۃ زینۃ الفرقان ‍ ‍ ؎ چنانچہ کتاب النشر صفحہ ۲۶۳ میں ہے لاخلاف فی حذف البسملۃ بین الانفال وبرآۃ عن کل من بسمل بین السورتین وکذلک فی ابتداء برأۃ علی الصحیح عند اہل الاداء ۱۲ ابن ضیاء محب الدین احمد مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد)

(مخرج ۱) جوفِ دہن یعنی منہ کے اندر کا خلا اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ واؔوٗ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے اَلْمَغْضُوْبِ یا جب کہ ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ الفؔ جب کہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے صِرَاطَ اور ساکن بے جھٹکے اس لئے کہا کہ زبر زیر پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے والا ہمزہ ہوتا ہے۔ اگرچہ [1] (۱ متقدمین کی اصطلاح میں ہمزہ کو الف بھی کہتے ہیں کمافی فتح الباری لہذا ہمزہ کو الف کہنا غلط نہیں گو متاخرین کی اصطلاح کے خلاف ہے۔) عام لوگ اس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے اَلحمدُ کے شروع میں جو الف ہے یا بَاسٌ کے بیچ میں جو الف ہے یہ واقع میں ہمزہ ہے اور اس تمام کتاب میں ایسے دونوں الفوں کو ہمزہ ہی کہا جاوے گا یاد رکھنا۔ اور جس الف اور جس واؤ اور جس یا کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے انکو حرف مدّہ اور حروف ہوائیہ بھی کہتے ہیں پہلا نام اس لئے ہے کہ ان پر کبھی مد بھی ہوتا ہے۔ گیارہویں لمحہ کے بیان میں اس کا پورا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرا نام اس لئے ہے کہ یہ حروف ہوا [2] (۲ ہوا سے ہونٹوں سے حلق تک کا خلا و جوف مراد ہے۔) پر تمام ہوتے ہیں اور جس واؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اسکو واؤ لین کہتے ہیں جیسے مِنْ خَوْفٍ اور جس یا ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یا لین کہتے ہیں جیسے والصَّیْفِ پس واؤ لین اور واو متحرک کا مخرج آگے سولہویں مخرج کے بیان میں آوے گا اور یاء متحرک کا مخرج آگے ساتویں مخرج کے بیان میں آوے گا۔

(مخرج ۲) اقصیٰ حلق یعنی حلق کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا۔ اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ ہمزہ اور ہَ۔

(مخرج ۳) وسطِ حلق یعنی حلق کا درمیان والا حصہ، اس سے یہ حروف نکلتے ہیں ع اور ح بے نقطہ والے۔

(مخرج ۴) ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ اور خ نقطہ والے اور ان چھ حرفوں کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

(مخرج ۵) لہات [1] (۱ بفتح اللام دہائے ہوز و آخر فوقانی گوشت پارہ کہ شبیہ بزبان باشد واو درانتہائے کام آویختہ است کمافی حاشیہ منتخب النفاس ۱۲) یعنی کوے کے متصل زبان کی جڑ جب کہ اوپر کے تالو سے ٹکر کھاوے اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔

(مخرج ٦) قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر اور اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں حرفوں کو لہا یہ کہتے ہیں۔

(مخرج ٧) وسطِ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو ہے، اور اس سے یہ حرف ادا ہوتے ہیں۔ ج۔ ش ۔ی ١(١ ان کا مجموعہ جیش ہے ١٢ زینۃ الفرقان) ی جبکہ مدّہ نہ ہو۔ یعنی یائے متحرک اور یائے لین اور مدّہ اور لین کے معنی مخرج (ا) کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کو حروف شجریہ ٣(٣ لخروجھا من شجر الفوسکون الجیم وھو منفتح ما بین الحسین ١٢ حقیقۃ التجوید) کہتے ہیں۔

(ف) آگے جو مخارج آتے ہیں ان میں بعضے دانتوں کے نام عربی میں آویں گے اس واسطے پہلے ان کے معنی بتلائے دیتا ہوں ان کو خوب یاد کرلیں۔ تا کہ آگے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

جاننا چاہیے کہ بتیس میں سے سامنے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ دو اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو ثنایا سفلی اور ان ثنایا کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو رباعیات ١(١ یعنی اوپر کی جانب ایک دانت داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے اور اسی طرح نیچے کی جانب دو دانت ہیں زینۃ الفرقان) اور قواطع کہتے ہیں۔ پھر ان رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت نوکدار ہیں، ان کو انیاب ٢(٢ انیاب وضواحک میں بھی وہی تفصیل ہے جو حاشیہ امیں گزری ہے۔ ١٢ زینۃ الفرقان) اور کواسر کہتے ہیں پھر ان انیاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں۔ یعنی تین اوپر داہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے داہنی طرف اور تین نیچے بائیں طرف۔ ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے جن کو نواجذ ٣(٣ پس کل نواجذ چار ہوئے ١٢ زینۃ الفرقان) کہتے ہیں اور ان سب ضواحک اور طواحن اور نواجذ کو اضراس کہتے ہیں جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں۔ یاد کی آسانی کے لئے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کردیا ہے وہ نظم یہ ہے۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دودو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس کہ کہتے ہیں ان کے بازو میں دودو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دودو

(مخرج ۸) ض کا ہے اور وہ حافۂ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی یا بائیں سے نکلتا ہے۔ جب کہ اضراس علیا یعنی اوپر کی ڈاڑھ کی جڑھ سے لگادیں اور بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔ مگر بہت مشکل ہے اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس حرف میں اکثر لوگ بہت غلطی کرتے ہیں اس لئے کسی مشاق قاری سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے۔ اس حرف کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آجکل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالی ظاء پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کرکے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید وقرأت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔ [۱]

[۱] علم تجوید وقرأت کی کتابوں میں بتصریح مذکور ہے کہ ظاء معجمہ کی طرح ضاء معجمہ حروف رخوہ میں سے ہے جن کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ آواز برابر جاری رہتی ہے اور دال مہملہ حروف شدیدہ میں داخل ہے جن کے ادا کرنے میں آواز بند ہوجاتی ہے۔ پس اگر ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھا جاوے گا تو ضاد رخوہ نہ رہے گا بلکہ دال کی طرح شدیدہ ہوکر آواز کا سلسلہ بند ہوجاوے گا حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ ضاد شدیدہ ہرگز نہیں بلکہ ظاء کی طرح رخوہ ہے۔ پس جس طرح کہ ظاء کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اسی طرح ضاد کے ادا کرنے میں بھی آواز برابر جاری رہنا چاہیے۔ نیز صفت رخوت کے علاوہ ضاد معجمہ دیگر صفات میں ظاء کے ساتھ شریک ہے۔ صرف ایک صفت استطالت میں ظاء سے ممتاز ہے۔ اگر ضاد میں استطالت نہ ہوتی تو ضاد اور ظاء میں کوئی فرق نہ ہوتا اور دال سے تمام صفات میں متمایز ہے بجز ایک صفت جہر کے پس عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ جن دو حرفوں میں وجوہ اشتراک زیادہ ہوں وہ متشابہ فی الصوت ہوں گے یا جن میں وجوہِ امتیاز زیادہ ہوں وہ باہم متشابہ ہوں گے اور انقلاً یہ کہ تجوید وقرأت وفقہ وتفسیر وغیرہ کی اکثر معتبر کتابوں سے ضاد کا مشابہ ظاء ہونا ثابت ہوتا ہے اس جگہ سب روایات کو نقل کرنے سے خوفِ تطویل مانع ہے اور جو لوگ ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھتے ہیں ان کے پاس کسی معتبر کتاب کی ایک روایت بھی ہے اور باقی جو لچر بیان کرتے ہیں مثلاً کسی بڑے عالم کا پڑھنا یا فقہاء کا ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے منع کرنا یا عموم بلویٰ اور اسی طرح کے دوسرے تمام شبہات کا جواب مع دلائل اثبات مشابہ بین الضاد والظاء رسالہ الاقتصاد فی الضاد مصنفہ جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہٗ تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب میں مفصل مذکور ہے جس کو مطلوب ہو اس کو دیکھ لے یہاں پر اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ۱۲

محمد یامین عفی عنہ

(مخرج ۹) لاؔم کا ہے کہ زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ۔ جب ثنایاؔ اور رباعیؔ اور نابؔ اور ضاحک کے مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہوکر ٹکر کھاوے۔ خواہ داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور داہنی طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

(مخرج ۱۰) نونؔ کا ہے اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے۔ مگر لاؔم کے مخرج سے کم ہوکر یعنی ضاحک کو اس میں دخل

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

نہیں۔

(مخرج ۱۱) راء کا ہے اور وہ نون کے قریب ہے مگر اس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے۔ ان تینوں حرفوں کو یعنی لام اور نون اور راء کو طرفیہ اور ذلقیہ [۱] (۱ الخروجہا من ذلق اللسان بفتحتین طرف زبان اے طرفہ (حقیقۃ التجوید) ۱۲ منہ) بھی کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۲) طا اور دال اور تاء کا ہے یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اور ان تینوں حرفوں کو نطعیہ [۲] (۲ نطع بالکسر و فتح الطاء کام شکنہائے کام وفادرون دہن کذافی المنتخب وقولہ من الحنک الاعلیٰ بیان لقولہ من نطع الغار ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۳) ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا ہے۔ اور ان تینوں حرفوں کو لثویہ [۳] (۳ بالکسر و فتح ثانی و واؤ کسور و یائے مشددہ مفتوحہ زینۃ الفرقان) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۴) صاد اور زاء اور سین کا ہے اور یہ زبان کا سرا اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے ہے۔ اور انکو حروف صغیر [۴] (۴ صغیر مرغ یعنی چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان حروف کی آواز مشابہ اس آواز کے ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو حروف صغیر کہتے ہیں کمانی نوادر الوصول ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۵) فاء کا ہے اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔

(مخرج ۱۶) دونوں ہونٹ ہیں۔ اور ان سے یہ دونوں حروف ادا ہوتے ہیں۔ باء اور میم اور واؤ جبکہ مدّہ نہ ہوں۔ یعنی واؤ متحرک اور واؤ لین اور مدّہ اور لین کے مخرج نمبر ا کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان تینوں میں اتنا فرق ہے کہ باء ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اس لئے اس کو بحری کہتے ہیں اور میم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے۔ اس لئے اس کو بری کہتے ہیں اور واؤ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے۔ فاء کو اور ان تینوں حرفوں کو شفویہ [۱] (۱ بفتحتین وکسر سوم و یائے مشددہ مفتوحہ وقال فی الصراح والحروف الشفیہۃ الباء والفاء والمیم ولاتقل شفویہ وفی الرضی شرح الشافیہ شفویہ اور شفیہۃ فقط وھوالصحیح عندی فان لام الشفۃ ہاء کمافی الصراح والقاموس ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۷) خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔ اس سے غنہ نکلتا ہے۔ غنہ کا بیان آگے نویں دسویں لمعہ میں نون اور میم کے قاعدوں میں انشاء اللہ آوے گا۔

اور جاننا چاہیے کہ ہر حرف کے مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حرف ۲ (۲ اس میں یہ شرط ہے کہ یہ حرف صحیح طور سے ادا کیا جاوے۔ سو جب اس طریق سے مخرج معلوم ہوگا کمافی شرح الجزریۃ ۱۲ زینۃ) کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لے آوے جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس کا مخرج ہے۔

صفاتِ حروف

پانچواں لمعہ: جن کیفیتوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں اور وہ دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حروف ہی نہ رہے ایسی صفت کو ذاتیہ اور لازمہ اور ممیّزہ اور مقومہ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت نہ رہے۔ اور ایسی صفت کو محسنہ مزینہ مخلیہ ۳ (۳ وجہ التسمیۃ بہ ان ہذہ الصفات فی الحروف تکون لخصوص المحل دون محل آخر ۱۲ منہ) عارضیہ کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی صفات سترہ ہیں۔ **(۱) ھمس** ۴ (۴ بالفتح نرم کردن آواز و آواز نرم ۱۲ زینۃ۔ یعنی وہ صفت لازمہ جو مشتبہ الصوت یا متحد فی المخرج حرفوں میں امتیاز دینے والی ہو اور جن صفات لازمہ سے امتیاز نہ ہو ان کو صفت لازمہ غیر ممیّزہ کہتے ہیں ۱۲ ابن ضیاء) اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مہموسہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو اور ایسے حروف دس ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فحثہ ۱ (۱ ترجمہ اش این است پس ترغیب داوار اشخصیکہ ساکت ۱۲ منہ) شَخصٌ سَکَتَ۔

(۲) جہر۔ اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مجہورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جاوے۔ اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو اور مہموسہ کے سوا باقی سب حروف مجہورہ ہیں اور جہر اور ہمس دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۳) شدت۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہوجاوے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو اور ایسے حروف آٹھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے۔

اَجِدُ کَ قَطَبْتَ ۔[2] [3] ([2] ترجمہ اش این ست می یابم ترا کہ ترش روئی کردی ۱۲ منہ [3] من ضرب ۱۲ زینتہ)

(۴) رخوت[4] ([4] بالکسر ست شدن کمافی ص ۱۲ زینتہ)؛ اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو رخوہ [5] ([5] سہلہ مسترسلہ کمافی ص ۱۲ زینتہ) کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو اور شدیدہ اور متوسطہ کے سوا باقی سب حروف رخوہ ہیں اور متوسط کا بیان ابھی آتا ہے۔ اور ہمس اور جہر کی طرح شدت اور رخوت بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اور ان دونوں صفتوں کے درمیان ایک اور ہے۔

توسط:۔ اور جن دو حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو متوسطہ اور بینیہ کہتے ہیں مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ آواز اس میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری جاری ہو (حقیقت التجوید) اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے لِن عُمَرُ [1] ([1] ترجمہ اش این ست۔ نرم شوائے عمر ۱۲ منہ) اور اس توسط کو الگ صفت نہیں گنا جاتا۔ کیونکہ اس میں کچھ شدت کچھ رخوت ہے۔ پس یہ ان دونوں سے الگ نہ ہوئی اور اس مقام پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ حرف تاء اور کاف کو مہموسہ میں سے بھی شمار کیا ہے حالانکہ ان میں آواز بند ہوجاتی ہے اور اسی واسطے ان کو شدیدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں ہمس ضعیف ہے اور شدت قوی ہے سو شدت[2] ([2] فی جہد المقل واما الشدید المھموس حرفان الکاف والتاء فیشد صوتہما بالکلیۃ بل نفسہما ایضاً لان حقیقۃ الصوت ہی النفس ثم ینفتح مخرجہما ویجری فیہما نفس کثیر مع صوت ضعیف لیحصل الہمس وفیہ المشدہ فی آن والہمس فی زمان آخر وزاد فی حقیقۃ التجوید فالہمس فی زمان بعد آن آہ وفیہما وہذا باب یتحیر فیہ الالباب آہ منہ) کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہوجاتی ہے لیکن کسی قدر ہمس ہونے سے بعد بند ہونے کے کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جاوے گی تو کاف وتاء شدیدہ نہ رہیں گے کیونکہ رخوہ ہوجاویں گے اور دوسرے اس میں ہاء کی آواز پیدا ہوکر غلط ہوجاوے گا۔[3] ([3] بعض لوگ کاف وتاء میں سانس کے جاری میں اس قدر مبالغہ وغلو کرتے ہیں کہ صفت شدت زائل ہوکر ہاء ہوز کی آواز پیدا ہوجاتی ہے اور کاف وتاء مخلوط بالہاء ہوجاتے ہیں۔ اَبتَرْ کو اِبتھر اور ثَقُلَت کو ثقُلته اور کَانا کو کھانا اور ذِکرَكَ کو ذکھر کھہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ سراسر غلط اور بے اصل ہ اور تمام کتب تجوید وقرأت اور اداء محققین قراء کے خلاف ہے "بلکہ کتاب النشر" علامہ جزری اور منح الفکریہ" ملا علی قاری اور "تحفہ نذریہ" حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے اس کی تردید وتغلیط ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی مفصل تحقیق میں مع جواب شبہات وتوجیہ ومطلب عبارت جہد المقل رسالہ ضیاء الشمس فی اول الہمس مؤلفہ احقر میں معہ تصدیق حضرت مولانا تھانوی مدفیوضہم ودیگر اساتذہ فن مذکور ہے فانظر فیہا ان شئت ۱۲ محمد یامین عفی عنہ۔)

(۵) استعلاء اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مستعلیہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان

حروف کے ادا کرتے وقت ہمیشہ جڑ زبان کی اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حرف موٹے ہوجاتے ہیں۔ اور ایسے حروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے۔ خُصَّ ا(اترجمہ اش این ست کہ درکاژهٔ تنگ وقت حرارت مقیم باش ۱۲ منہ وخص بالضم وتشدید صاد خانہ نے کمافی م ۱۲ زینۃ الفرقان) ضغط ٢(٢بالفتح تنگ کردن کمافی م۔ فہو مصدر بمعنی اسم مفعول ۱۲ منہ زینۃ الفرقان) قظ ٣(٣بالکسر قظ امر من القیظ بگرما مقیم بودن بجائے من ضرب کمافی صراح ۱۲ منہ زینۃ الفرقان)

(٦) استفال ٤(٤نقیض اعتلا کمافی تاج المصادر واعتلاء بلند شدن وجاء متعدیا ایضاً کمافی ص وفی شرح الجزریۃ) اور جن حرفوں میں یہ صفات پائی جاویں ان کو مستفلہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں اور مستعلیہ کے سوا باقی سب حروف مستفلہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں استعلاء اور استفال بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(٧) اطباق، اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مطبقہ ٥(٥بکسر باد فتح آں کمافی نوادر الوصول وذکر فی الصراح الثانی فقط وملصق بفتح صاد وبکسر آں لازم ومتعدی آمدہ کمافی الغتہ ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے ملصق ہوجاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔

(٨) انفتاح، اور جن حروف میں یہ صفت ہو ان کو منفتحہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگ جاوے جیسے قاف میں لگ جاتی ہے۔ خواہ نہ لگے (جہد المقل مع الشرح) اور مطبقہ کے سوا سب حروف منفتحہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اطباق وانفتاح بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(٩) اذلاق، اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ ٢(٢ مذلقہ اسم المفعول) کہتے ہیں اور مطلب ٣(٣ذلاقت لغت میں عبارت ہے فصاحت اور خفت کلام سے اور چونکہ یہ حروف سبکی اور سرعت سے ادا ہوتے ہیں اس لئے اس کو مذلقہ کہا جاتا ہے کمافی الصراح وغیرہ ۱۲ زینۃ) اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں اور ایسے حروف چھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فَرَّ مِن لُّبٍّ ٤(٤ترجمہ این ست گریخت از عقل ۱۲ منہ) یعنی ان میں جو حروف شفویہ ہیں وہ ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اور شفویہ کا مطلب مخرج نمبر ١٦ میں گزرا ہے اور جو شفویہ نہیں وہ زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں (درۃ الفرید للشیخ الدہلوی)

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

(۱۰) اصمات ۵ (۵ فی حقیقۃ التجوید الاصمات لغۃ لمنع مطلقاً واصلاحاً امتناع الکلمۃ الرباعیۃ والخماسیۃ من غیر حرف من المذلقۃ فی العسجد عجمی اسم للذھب ولیس بعربی ۱۲ منہ) اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مصمتہ ۶ (۶ بفتح میم ثانی کذانی نوادرالوصول ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے ۷ (۷ مصمتہ لغت میں بے خوف چیز کو کہتے ہیں پس لامحالہ وہ ثقیل ہوگی اور یہ حروف بہ نسبت ذلقیہ کے ثقیل ہیں۔ کمافی نوادرالوصول اور باعتبار مضاعت مذلقہ یہ قول مناسب ہے ۱۲ زینۃ۔ اللھم اغفرلاتبہ) کہ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے اور مذلقہ کے سوا سب حروف مصمتہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں ازلاق و اصمات بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں ان دس صفات کو صفات متضادہ کہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہے جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔ آگے جو صفات آتی ہیں وہ غیر متضاد کہلاتی ہیں اور جاننا چاہیے کہ صفات متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا۔ بلکہ جتنے حروف ہیں ہر حرف پر مقابل صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت صادق آئے گی اور صفاتِ غیر متضادہ بعض حروف میں ہوں گی بعض میں نہ ہوں گی۔ اور وہ صفات غیر متضادہ یہ ہیں۔

(۱۱) صفیر اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو صفیریہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے اور ایسے حروف تین ہیں۔ ص۔ ز۔ س۔

(۱۲) قلقلہ ۱ (۱ در لغت عبارت سُست از جنبش و حرکت کذافی نوادرالوصول ۱۲ زینۃ) اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالت سکون میں ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطُبُ ۲ (۲ مجموعہ ان کا اس شعر میں ہے بآء و جیم و تآ و دآل و قآف کو جب ہو ساکن قلقلہ کر کے پڑھو ۱۲ منہ) جَدٌّ ۳ (۳ یعنی مدار بزرگی ۱۲ منہ) ہے۔

(۱۳) لین ۴ (۴ بالکسر نرمی ضد خشونت ۱۲ منہ) ہے۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف لین کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کو مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکے اور ایسے حروف دو ہیں واؤ ساکن اور یائے ساکن جبکہ ان سے پہلے والے حرف پر فتحہ یعنی زبر ہو جیسے۔ خوف۔ صیف۔

(۱۴) انحراف۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو منحرفہ کہتے ہیں۔ اور وہ دو حروف ہیں۔ لآم اور رآء اور

مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت لام میں تو زبان کے کنارہ کی طرف اور رآء میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جاوے (ورۃ الفرید)

(۱۵) تکریر۔ اور یہ صفت صرف رآء میں پائی جاتی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اس کے ادا کرنے کے وقت زبان میں ایک رعشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے اس لئے اسوقت آواز میں تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس میں تکرار ظاہر کیا جاوے۔ بلکہ اس سے بچنا چاہیے۔ اگر چہ اس پر تشدید بھی ہو۔ کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے۔ کئی حرف تو نہیں ہیں۔ (ورۃ الفرید ملخصاً)

(۱٦) تفشی ا (۱ ہو لغتہ الانتباب کذافی شرح الجزریۃ ۔۱۲ زینتہ) اور یہ صفت صرف شین کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے (ورۃ الفرید)

(۱۷) استطالت ۲ (۲ دراز شدن کمافی م ۱۲ منہ) اور یہ صفت صرف ضاد کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں شروع مخرج سے آخر تک یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کو امتداد رہتا ہے یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔ (جہد المقل)

(فائدہ نمبر ۱) اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ سات صفت جو اخیر کی ہیں جن حروف میں یہ صفات نہ ہوں ان میں ان کی ضد ضرور ہو گی۔ مثلاً ض میں استطالت ہے تو باقی سب حروف میں عدم استطالت ہو گی۔ تو یہ دونوں ضد مل کر بھی سب کو شامل ہو گئیں۔ پھر صفاتِ متضاد و غیر متضادہ میں کیا فرق رہا۔ جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے مگر صفات متضاد میں ہر صفت کی ضد کا کچھ نہ کچھ نام بھی تھا۔ اور ان دونوں ناموں میں سے ہر حرف پر کوئی نہ کوئی صادق آتا تھا اور چونکہ یہاں ضد کا نام نہیں۔ اس لئے اس ضد کے صادق کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ دونوں صفات میں یہ فرق ہوا۔

(فائدہ نمبر ۲) محض مخارج و صفات حروف کے دیکھ کر اپنے ادا کے صحیح ہونے کا یقین نہ کر بیٹھے۔ اس میں ماہر مشاق استاد کی ضرورت ہے۔ البتہ جب تک ایسا استاد میسر نہ ہو بالکل کورا ہونے سے کتابوں ہی سے کام چلانا غنیمت ہے۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

(فائدہ نمبر۳) اس لمعہ کے شروع میں صفت لازمہ ذاتیہ کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے۔ یہ حرف نہ رہنا کئی طرح ہے ایک یہ کہ دوسرا حرف ہو جاوے۔ ایک یہ کہ رہے تو وہی مگر اس میں کچھ کمی اور نقصان آ جاوے۔ ایک یہ کہ وہ کوئی عربی حرف نہ رہے۔ کوئی حرف مخترع ہو جاوے اور یہی حال ہے صحیح مخارج سے نہ نکالنے کا کہ کبھی دوسرا حرف ہو جاتا ہے کبھی اس حرف میں کچھ کمی ہو جاتی ہے کبھی بالکل ہی حرف مخترع بن جاتا ہے چونکہ ایسی غلطی سے بعض دفعہ نماز جاتی رہتی ہے اس لئے اگر ایسی غلطی ہو جاوے تو خاص اس موقع سے اطلاع دے کر کسی معتبر عالم سے مسئلہ پوچھ لینا ضروری ہے۔ اسی طرح زبر زیر یا گھٹاؤ بڑھاؤ کی غلطیوں کا یہی حکم ہے۔ جس کی مثالیں دوسرے لمعہ میں مذکور ہیں ان کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔

(فائدہ نمبر۴) حروف کے مخارج اور صفات لازمہ میں کوتاہی ہونے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ فن تجوید کا اصلی مقصد ان ہی غلطیوں سے بچنا ہے۔ اسی واسطے مخارج اور صفات کا بیان سب قاعدوں سے مقدم کیا گیا ہے۔ اب آگے جو صفاتِ محسنہ کے متعلق قاعدے آویں گے وہ اس مقصود مذکور سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن اب عام طور سے ان دوسرے درجہ کے قاعدوں کی رعایت اس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان قاعدوں سے نغمہ خوشنما ہو جاتا ہے اور لوگ نغمہ ہی کا زیادہ خیال کرتے ہیں اور مخارج وصفاتِ لازمہ کو نغمہ میں کوئی دخل نہیں اس لئے اس کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔

(فائدہ نمبر۵) جس طرح یہ بے پرواہی کی بات ہے کہ تجوید میں کوشش نہ کرے اسی طرح یہ بھی زیادتی ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یاد کر کے اپنے کو کامل سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر اور ان کی نمازکو فاسد جاننے لگے یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے۔ محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گنہگار (گنہگار نہ ہونا اور نماز کا درست ہونا اس صورت میں ہے جب کہ لحن جلی نہ ہو جیسا کہ دوسرے لمعہ کے مضمون سے مستفاد نہ ہو۔ ۱۲ زینتہ) ہونے کا اور ان کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا ان علماء کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر نظر رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے لمعہ میں دیکھ لو۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

صفاتِ محسنہ محلیہ کے بیان میں

چھٹا لمعہ۔ جاننا چاہیے کہ یہ صفات سب حرفوں میں نہیں ہوتیں۔ صرف آٹھ حرف ہیں جن میں مختلف حالتوں میں مختلف صفات کی رعایت ہوتی ہے۔ وہ حروف یہ ہیں۔ ل۔ ر۔ م ساکن ومشدد ونون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ لکھنے میں نون نہیں ہے مگر پڑھنے میں نون ہے جیسے بً پر اگر دو زبر پڑھو تو ایسا ہوگا جیسے بَن پڑھو۔ اَ جس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے۔ وٗ ساکن جب کہ اس سے پہلے پیش یا زبر ہو یٓ ساکن جبکہ اس سے پہلے زیر یا زبر ہو۔ دیکھو لمعہ ۴ مخرج نمبر ا ہمزہ اور ہمزہ کی حقیقت مخرج اول میں بیان کی گئی ہے۔ پھر دیکھ لو اور ان حرفوں میں جو ایسی صفات ہوتی ہیں ان میں بعضی صفات تو خود استاد کے پڑھانے ہی سے ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً الف اور واؤ اور یآ اور ہمزہ کا کہیں ثابت رہنا اور کہیں حذف ہو جانا صرف ان صفات کو بیان کیا جاتا ہے۔ جو پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آئیں خود ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا۔ اور غنّہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔ اب ان آٹھوں حرفوں کے قاعدے الگ الگ مذکور ہوتے ہیں۔

لام کے قاعدوں میں

ساتواں لمعہ۔ لفظ اللہ کا جو لام ہے اس سے پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو اس لام کو پُر کر کے پڑھیں گے۔ جیسے اَرَادَاللّٰهُ، رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اور اس پُر کرنے کو تفخیم کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اس لام کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے بِسمِ اللہ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جاویں گے جیسے ماوَالٰهم اور کُلّٰه۔

(تنبیہ) اَللّٰھُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو اَللّٰهُ میں ہے کیونکہ اس کے اول میں بھی لفظ اَللّٰهُ ہے۔

راء کے قاعدوں میں

آٹھواں لمعہ (قاعدہ) اگر راء پر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو تفخیم سے یعنی پُر پڑھیں گے جیسے رَبکَ رُبَمَا اگر راء پر زیر ہو تو

اس کو ترقیق سے یعنی باریک پڑھیں گے جیسے رِجَال‘‘۔

(تنبیہ) رَاءِ مشددہ بھی ایک راء ہے پس خوداس کی حرکت کا اعتبار کر کے اس کو پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے بِرًّا کی راء کو پُر پڑھیں گے اور دُرِّیٌّ کی راء کو باریک اور اس کو اگلے قاعدہ نمبر۲ میں داخل نہ کہیں گے جیسے بعضے ناواقف اس کو دوراء سمجھتے ہیں۔پہلی ساکن اور دوسری متحرک یہ غلطی ہے۔

قاعدہ۲: اور اگر راء[۱] (۱خواہ را کا سکون اصلی ہو یا عارضی جیسے رُسُر پر وقف کریں تو راء کا سکون عارضی ہوگا اور رآء پُر پڑھی جاوے گی۔کیونکہ اس کے ماقبل ضمہ ہے۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب) ساکن ہوتو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو کہ اس پر کیا حرکت ہے۔اگر زبر یا پیش ہوتو اس راء کو پُر پڑھیں گے جیسے بَـرقٌ یُرزَقُونَ اور اگر زیر ہے تو اس راء کو باریک پڑھیں گے۔جیسے اَنذِرهُم لیکن ایسی راء کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ایک شرط یہ ہے کہ یہ کسرہ اصلی ہو عارضی نہ ہو کیونکہ اگر عارضی ہوگا تو پھر یہ راء باریک نہ ہوگی جیسے اِرجِعُوا دیکھو راء ساکن بھی ہے اور اس سے پہلے حرف یعنی ہمزہ پر زیر بھی ہے مگر چونکہ یہ زیر عارضی[۲] (۲لدفع تعذر الابتداء بالسکون ۱۲ منه) اس لئے اس راء کو پُر پڑھیں گے[۳] (۳لان الاصل ـ (والدلیل علیه تاویة اهل اللسان لهذه الحروف كذلك قاله المؤلف العلام ۱۲ زینته) فی الراء تفخیم کماان الاصل فی اللام الرقیق ۱۲ منه) ہے لیکن بدول عربی پڑھے ہوئے اس کی پہچان نہیں ہوسکتی کہ کسرہ یعنی زیر اصلی کہاں ہے اور عارضی کہاں ہے جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی پڑھے ہوئے سے پوچھ کر اس قاعدے پر عمل کرے۔دوسری شرط[۱] (۱او بعضهم عبر عن هذا الشرط بان تکون الکسرة متصلة بالراء وبعضهم کجهد المقل بان تکون الکسرة متصلۃ بالراء فی کلمته واحدة وبعضهم اکتفی بکون الکسرة غیر عارضه والکل عبارات عن المعنون ۱۲ منه) یہ ہے کہ یہ کسرہ اور یہ راء دونوں ایک کلمہ میں ہوں اگر دو کلمے میں ہوں گے تو بھی راء باریک نہ ہوگی جیسے رَبِّ ارجِعُونِ اَمِ اَرتَابُوا (درۃ الفرید)

اور اس شرط کا پہچاننا بہ نسبت پہلی شرط کے آسان ہے کیونکہ کلموں کا ایک یا دو ہونا اکثر ہر شخص کو معلوم ہوجاتا ہے۔تیسری شرط یہ ہے کہ اس راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر راء کو پڑھیں گے اور ایسے حرف سات ہیں جن کا بیان پانچویں لمعہ کے نمبر۵ میں آچکا ہے جیسے قــرطـاس اِرصَـاد ۔فِرقه ۔لَبِـالـمِرصَـاد۔ان سب میں راء کو پُر پڑھیں گے اور تمام قرآن میں اس قاعدے کے یہی چار لفظ پائے جاتے ہیں۔اور ویسے بھی اس کا پہچاننا آسان ہے۔

(تنبیہ۲) تیسری شرط کے موافق لفظ کُلُ فِرقٍ کی راء میں بھی تفخیم ہوگی لیکن چونکہ قاف پر بھی زیر ہے[۳] (۳ اور اس وجہ سے راء دو کسروں کے درمیان ہو کر ضعیف ہوگئی۔پس ترقیق جائز رکھی گئی کمافی شرح الجزریۃ ۱۲ منہ) اسلئے بعضے قاریوں کے نزدیک اس میں ترقیق ہے۔

اور دونوں امر جائز ہیں۔

(تنبیہ۳) تیسری شرط میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہوگا تو اُس کو پُر پڑھیں گے تو اسی کلمہ کی قید اس لئے لگائی کہ دوسرے کلمہ میں حروف مستعلیہ کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے جیسے اَنْذِرْ قَوْمَكَ فَاصْبِرْ صَبْرًا اس میں راء باریک ہی پڑھیں گے۔

(قاعدہ۳) اور اگر راء ساکن سے پہلے والے حرف پر حرکت نہ ہو وہ بھی ساکن ہو۔ اور ایسا حالت وقف۴ (۴ جبکہ وقف بالاسکان یا بالاشمام ہو ۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ) میں ہوتا ہے۔ جیسا ابھی مثالوں میں دیکھو گے۔ تو پھر اس حرف سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پُر پڑھو جیسے لَيْلَةُ الْقَدْرِ ط بِكُمُ الْعُسْرَ کہ ان میں راء بھی ساکن اور دال اور سین بھی ساکن اور قاف پر زبر اور عین پر پیش ہے اسلئے ان دونوں کلموں کی راء کو پُر پڑھیں گے اور اگر اس پر زیر ہے۔ تو راء کو باریک پڑھو۔ جیسے ذِي الذِّكْرِ کہ راء کو بھی ساکن اور کاف بھی ساکن اور ذال پر زیر ہے اس لئے اس راء کو باریک پڑھیں گے۔ (تنبیہ۱) لیکن اس راء ساکن سے پہلے جو حرف ساکن ہے اگر یہ حرف ساکن یٔ ہو تو پھر یٔ سے پہلے والے حرف کو مت دیکھو بس راء کو ہر حال میں باریک پڑھو خواہ یٔ سے پہلے کچھ ہی حرکت ہو جیسے خَيْرٌ ط قَدِيرٌ ط کہ ان دونوں راء کو باریک ہی پڑھیں گے۔

(تنبیہ۲) اس قاعدہ نمبر۲ کے موافق لفظ مصر اور عَيْنَ الْقِطْرِ پر جب وقف کیا جائے تو راء کو باریک ہونا چاہیے مگر قاریوں نے ان دونوں لفظوں کی راء کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے اور اسی لیے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ خود راء پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جاوے پس مصر میں تفخیم اولیٰ ہے کہ راء پر زبر ہے اور القطر میں ترقیق اولیٰ ہے کہ راء پر زیر ہے۔

(تنبیہ۳) اس قاعدے نمبر۳ کی بناء پر سورۂ والفجر میں اِذَا يَسْرِ ط پر جب وقف ہو اس کی راء مفخم ہونا چاہیے لیکن بعضے قاریوں نے اس کے باریک پڑھنے کو اولیٰ ۱ (۱ لان اصلہ لیسری فرفقوا الراء لیدل علی الیاء المحذوفۃ) لکھا ہے مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اسلئے اس راء کو قاعدہ مذکورہ کے موافق ہی پڑھنا چاہیے۔۲ (۲ کیونکہ قراء محققین مثل علامہ جزری اور شاطبی اور شرح مقدمۃ الجزریۃ والشاطبیہ وجہد المقل وغیرہ سے اس کی ترقیق ثابت نہیں ہے بلکہ غیث النفع میں اس کے پُر ہی پڑھے جانے کی تصریح ہے۔ حیث قال ومن وقف بغیر یاء فخم الراء الخ اور یہی قاعدہ علامہ شاطبی وغیرہ کے موافق ہے ۱۲ محمد یامین عفی عنہ)

(قاعدہ۴) راء کے بعد ایک جگہ۳ (۳ عند حفص ۱۲ منہ) قرآن مجید میں امالہ ہے تو راء کی اس حرکت کو زیر سمجھ کر راء کو باریک پڑھیں اور وہ جگہ یہ ہے بِسْمِ اللهِ مَجْرٖيهَا ۴ (۴ ھو فی الاصل مجراھا بالالف فاملیت ۱۲ منہ) اس راء کو ایسا پڑھیں گے جیسا لفظ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں امالہ اسی کو کہتے ہیں جس کو فارسی والے یائے مجہول کہتے ہیں۔ پس مجرھا کی راء کو باریک پڑھیں ۱ (۱ ولا ینظر الی انه فی الاصل الف والراء مفتوحة وحكم هذه الراء التفخيم ۱۲ منہ) گے۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

(قاعدہ ۵) جو راء وقف کے سبب ساکن ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس میں قاعدہ نمبر ۲ و نمبر ۳ کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اور کبھی اس سے پہلے والے حرف کو دیکھ کر اس راء کو باریک یا پُر پڑھنا چاہیے تو اس میں اتنی بات اور سمجھو کہ یہ پہلے والے حرفوں کو دیکھنا اس وقت ہے جب کہ وقف میں اس راء کو بالکل ساکن پڑھا جاوے جیسا وقف کرنے کا عام طریقہ یہی ہے۔ لیکن وقف کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں وہ حرف جس پر وقف کیا ہے بالکل ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر جو حرکت ہو اس کو بھی بہت خفیف سا ادا کیا جاتا ہے اور اس کو رَوم کہتے ہیں اور یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے اس کا مفصل بیان لمعہ تیرہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آوے گا۔ سو یہاں یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسی راء پر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے تو پھر پہلے والے حرف کو نہ دیکھیں گے بلکہ خود اس راء پر جو حرکت ہوگی اس کے موافق پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے وَالْفَجْرِ پر اگر اس طرح سے وقف کریں تو راء کو باریک پڑھیں اور مُنْتَصِرٌ پر اگر اس طرح وقف کریں تو راء کو پُر پڑھیں۲۔

(۲ کیونکہ راء موقوفہ میں جب رَوم کیا جاوے گا تو اس کی حرکت میں اتنا ضعف ہوگا کہ صرف قریب والا سنے گا۔ لہٰذا جیسی حرکت ظاہر ہوگی ویسی ہی راء پڑھی جاوے گی ۱۲۔ ابن ضیا عفی عنہ)

میم ساکن اور مشدّد کے قاعدوں میں

نواں لمعہ (قاعدہ ۱) میم اگر مشدد ہو اس میں غنہ ضروری ہے، اور غنہ کہتے ناک میں آواز لے جانے کو جیسے لَمَّا اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔

(فائدہ) غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔ اور الف کی مقدار دریافت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو بند کرلے یا بند انگلی کو کھول لے اور یہ محض ایک انداز ہے۔ باقی اصل دارومدار استاد مشاق سے سننے پر ہے۔

(قاعدہ ۲) میم اگر ساکن ہو تو اس کے بعد دیکھنا چاہیے کیا حرف ہے اگر اس کے بعد بھی میم ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جاویں گی اور مثل ایک میم مشدد کے اس میں غنہ ہوگا (حقیقۃ التجوید) جیسے اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ اور اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں اور اگر میم ساکن کے بعد باء ہے تو وہاں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا اور اس اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جاوے اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء کو ادا کیا جاوے (جہد المقل) جیسے مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں اور اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اظہار ہوگا۔ یعنی اپنے مخرج سے بلا غنہ ظاہر کی

جاوے گی، جیسے اَنْعَمْتَ اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

(تنبیہ) بعضے حفاظ اس اخفاء واظہار میں بأ ء اور دآ واور فآ کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں۔ اور اس قاعدہ کا نام بوف کا قاعدہ رکھا ہے۔ یعنی بعضے تو تینوں میں اخفا کرتے ہیں۔ اور بعضے تینوں میں اظہار کرتے ہیں اور بعضے ان حرفوں کے پاس میم ساکن کو ایک گونہ حرکت دیتے ہیں۔ جیسے عَلَیهِم وَلَاالضَّآلِّینَ یَمُدُّ هُم فِی یہ سب خلافِ قاعدہ ہے۔ پہلا اور تیسرا قول تو بالکل ہی غلط ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ (درة الفرید)

نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

دسواں لمعہ۔ اور چھٹے لمعہ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ تنوین بھی نون ساکن میں داخل ہے۔ وہاں پھر دیکھو مگر ان قاعدوں میں نون ساکن کے ساتھ تنوین کا نام بھی آسانی کے لیے دیا جاوے گا۔

(قاعدہ نمبر ۱) نون اگر مشدد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے اور مثل میم مشدد کے اس کو بھی اس حالت میں حرف غنہ کہیں گے۔ نویں لمعہ کا پہلا قاعدہ پھر دیکھو۔

(قاعدہ ۲) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حروف حلقی میں سے کوئی حرف آوے تو وہاں نون کا اظہار کریں گے یعنی ناک میں آواز نہ لے جاویں گے اور غنہ بھی نہ کریں گے جیسے اَنْعَمْتَ سَوَآءٌ عَلَیهِم وغیرہ اور اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں اور حروف حلقیہ چھ ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں:

حرفِ حلقی چھ سمجھ اے نور عین
ہمزہ ہاؤ حاؤ خاؤ عین وغین

چوتھے لمعہ میں مخرج نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ کو پھر دیکھ لو۔ اور اظہار کا مطلب نویں لمعہ کے دوسرے قاعدہ میں پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۳) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آوے جس کا مجموعہ یَرمَلُونَ [1] ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی نون اسکے بعد والے حروف سے بدل کر دونوں ایک

[1] ترجمہ اش ایں است خرامش می کنند آں چند مردن ۔۱۲ منہ)

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

ہو جاویں گے جیسے مِن لَّدُنہُ دیکھو نون کو لام بنا کر دونوں لام کو ایک کر دیا۔ چنانچہ پڑھنے میں صرف لام آتا ہے۔ اگر چہ لکھنے میں نون باقی ہے مگر ان چھ حرفوں میں اتنا فرق ہے کہ ان میں سے چار حرفوں میں تو غنہ بھی رہتا ہے اور یہ غنہ مثل نون مشدد کے بڑھا کر پڑھا جاتا ہے کہ ان چاروں کا مجموعہ ہے۔ یَنمُوا (۱ترجمہ اش این است نموی یابد آں یک مرد۱۲ منہ) جیسے مَن یُّؤمِنُ ۔ بَرقٌ یَّجعَلُونَ وغیرہٗ لک اور اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں اور دو جورہ گئے یعنی ر۔ل۔ ان میں غنہ نہیں ہوتا۔ جیسے مِن لَّدُنہُ مثال اوپر گزری ہے۔ اس میں ناک میں ذرا بھی آواز نہیں جاتی، خالص لام کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو ادغام بلا غنہ کہتے ہیں اور نویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ا و نمبر ۲ میں غنہ و ادغام کے معنی پھر دیکھ لو۔ مگر اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حرف ایک کلمہ میں نہ ہوں ورنہ ادغام نہ کریں گے بلکہ اظہار کریں گے جیسے قِنوَان" صِنوَان" بُنیَان" اور تمام قرآن میں اس قاعدہ کے یہی چار لفظ پائے گئے ہیں اور ان میں جو اظہار ہوتا ہے اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۴) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آوے تو اس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخفا کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مِن بَعدِ سَمِیعٌ بَصِیرٌ اور بعضے قرآنوں میں آسانی کے لئے ایسے نون و تنوین کے بعد ننھی سی میم بھی لکھ دیتے ہیں اس طرح مَن م بعد اور اس بدلنے کو اقلاب اور قلب کہتے ہیں۔ اور اس میم کے اخفاء کا مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو کہ اخفاء شفوی کا تھا۔ نویں لمعہ کا دوسرا قاعدہ پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۵) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان تیرہ حرفوں کے سوا جن کا ذکر قاعدہ نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ میں ہو چکا ہے اور کوئی حرف آوے تو وہاں نون اور تنوین کو اخفاء اور غنہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ اور وہ پندرہ حرف ۲ (۲حروف اخفا ان اشعار میں جمع ہیں ان کو یاد کر لو ۔ پندرہ حرفوں میں تم اخفاء کرو: مجھ سے سن لو ان کی تفصیل کر۔ تاؤ ثاؤ جیم و دال و ذال و زاء، سین و شین و صاد و ضاد و طاؤ ظاء، فاؤ قاف ہیں ہے پندرا، اس کو اخفاء حقیقی ہے لکھا ۱۲ محمد عبداللہ۔) یہ ہیں۔ ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔ اور الف کو اس لئے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن کے بعد نہیں آسکتا (درۃ الفرید) اور اس اخفا ۳ (۳پس جو لوگ نون مخفی کے ادا کرنے میں زبان کی نوک کو تالو سے لگاتے ہیں ان سے اخفا ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اخفا کی جگہ اظہار کو اس کی مقدار معینہ سے بڑھا ہوا ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اس کے بعد والے حرف کے مخرج سے نکالتے ہیں ان سے بھی اخفاء ادا نہیں ہوتا بلکہ وہ اخفاء کی ادغام مع الغنہ یعنی ادغام ناقص کرتے ہیں فافہم وتامل ۱۲۔ محمد یامین غفرلہ) کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی (کنارۂ زبان اور تالو) سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر اس طرح پڑھیں کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار بلکہ دونوں کے درمیانی حالت ہو۔ یعنی نہ تو اظہار کی طرح اس کے ادا میں سرِ زبان تالو سے لگے اور نہ ادغام کی طرح بعد والے حرف کے مخرج سے نکلے بلکہ بدوں دخلِ زبان کے اور بدوں تشدید کے صرف خیشوم سے غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے ۱ (۱فی حقیقتہ التجوید فالا خفاء حال بین الاظهار والادغام لاتشدید فیه لانـه لیس فیه ادغام کلی ولاجزئ وانما هون لاتظهر النون الساکنته عند هذه الحروف والفرق بین المخفی والمدغم ان المخفی مخفف فی

اٰخرماقال ۲۲۲۰امنہ)(ا)قوله کلی ولاجزئ اه یعنی بها الادغام التام والناقص ۱۲محمد یامین)اور جب تک اخفاء کی مشق کسی ماہر استاد سے میسر نہ ہو اس وقت تک صرف غنہ ہی کے ساتھ پڑتا رہے کہ دونوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں۔اَنۡذَرۡتَھُمۡ قَوۡماً ظَلَمُوۡا وغیرہ۔مگر پھر بھی آسانی کے لئے اس اخفاء کی ایک دو مثالیں اپنی بول چال کے لفظوں میں بتلائے دیتا ہوں کہ کچھ تو سمجھ میں آجاوے۔وہ مثالیں یہ ہیں کنواں۔کنول۔منہ۔اونٹ۔بانس۔سینگ' دیکھو ان لفظوں میں نون نہ آئے تو اپنے مخرج سے نکلا۔اور نہ بعد والے حرف میں ہوگیا۔اور اس نون کے اخفاء کو اخفا حقیقی کہتے ہیں اور نون کے اظہار کو جس کا بیان قاعدہ نمبر۲ میں ہوا ہے۔اظہار مطلق کہتے ہیں جسطرح میم کے اخفاء واظہار کو شغوی کہتے تھے۔جس کا بیان نویں لمعہ قاعدہ نمبر۲ میں گزرا ہے۔

الف اور واؤ اور یاء کے قاعدوں میں

گیارہواں لمعہ۔جب کہ یہ ساکن ہوں اور الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو اور یاء ساکن سے پہلے زیر ہو۔اور اس حالت میں ان کا نام مدہ ہے دیکھو لمعہ ۳ مخرج نمبر ۱ اور کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی حروف مدّہ میں داخل ہے کیونکہ کھڑا زبر الف مدّہ کی آواز دیتا ہے اور کھڑی زیر یائے مدّہ کی اور الٹا پیش واؤ مدّہ کی۔اب ان قواعد کے بیان میں ہم فقط لفظ مدّہ لکھیں گے ہر جگہ اتنے لمبے نام کون لکھے۔(قاعدہ ۱) اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حروف مدہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں وہاں اس مدہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور بڑھا کر پڑھنے کو مدّ کہتے ہیں جیسے سَوَآءٌ'سُوۡٓءٌ'۔سِیۡٓئَت اور اس کا نام متصل ہے اور اس کو مد واجب ا (ا تسمی بالواجب لان کل الائمۃ یوجبہ ۱۲محمد یامین عفی عنہ) بھی کہتے ہیں۔اور مقدار اس کی تین الف یا چار الف ہے۔اور الف کے انداز کرنے کا طریقہ نویں لمعہ کے فائدہ نمبر ۱ کے قاعدہ میں لکھا گیا ہے۔پس اس طریقہ کے موافق تین یا چار انگلیوں کو آگے پیچھے بند کر لینے سے یہ انداز ہ حاصل ہو جاوے گا۔مگر یہ مقدار اس مقدار کے علاوہ ہے جو حروفِ مدّہ کی اصلی مقدار ہے۔مثلاً جَآءَ میں اگر مد نہ ہوتا تو آخر الفؔ کی بھی تو کچھ مقدار ۲ (۲ ایک زبر کو دونا کرنے سے الف ہو جاتا ہے جیسے قَتَل سے قاتل پس الف کی مقدار ایک زبر کی دونی ہے ۱۲ابن ضیاء عفی عنہ الہ آبادی۔) ہے سو اس مقدار کے علاوہ مد کرنے کی مقدار ۳ (۳ مثلاً چار الف والی مقدار میں ایک الف اصلی اور تین فرعی ہے ۱۲ابن ضیا) ہوگی۔

(قاعدہ ۲) اگر حروف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور وہ ہمزہ ایک کلمہ میں نہ ہوں۔بلکہ ایک کلمہ کے اخیر میں تو

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

حرف مدہ ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو۔ وہاں بھی اس مدہ کو بڑھا کر یعنی مد کے ساتھ پڑھیں گے۔ جیسے اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰـکَ اَلَّذِیۡٓ اَطۡعَمَهُمۡ. قَالُوۡٓا اٰمَنَّا مگر یہ مد اس وقت ہوگا جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں۔ اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہ پڑھیں گے اور اس مد کو مد منفصل اور مد ا(١ تسمیٰ بالجائزلان بعض الائمته لایوجبه ١٢ منه) جائز بھی کہتے ہیں اور اسکی مقدار بھی تین یا چار الف ٢(٢ یہ مقدار توسط کی ہے متصل اور منفصل میں نہ طول ہے نہ قصر ١٢ ان ضیا) ہے جیسے متصل کی تھی۔ ان دونوں کی الگ الگ کسی کو پہچان ٣(٣ مد منفصل کی پہچان یہ ہے کہ حرف مد کے بعد ہمزہ ہر جگہ الف کی صورت میں مرسوم ہوگا بجز ھٰؤلاء کے ١٢ ابن ضیاء) نہ ہو تو فکر نہ کریں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

(قاعدہ ۳) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہو۔ جیسے اٰلْئٰنَ اس میں اول حرف ہمزہ ہے دوسرا حرف الف ہے اور وہ مدہ ہے اور تیسرا حرف لام ساکن ہے اور اس کا ساکن ہونا ظاہر ہے کہ وقف کے سبب سے نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر وقف نہ کریں تب بھی ساکن ہی پڑھیں گے تو ایسے مدہ پر بھی مدّ پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام مد لازم ہے۔ اور اس کی مقدار تین الف ہے اور ایسے مد کو کلمی مخفف کہتے ہیں۔ (قاعدہ ۴) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے ضَآلِّیۡنَ۔ اس میں الف تو مدہ ہے اور اس کے بعد لام پر تشدید ہے اس مدہ پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام بھی مد لازم ہے اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو کلمی مثقل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۵) بعضی سورتوں کے اول میں جو بعضے حروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے سورۂ بقرہ کے شروع میں الم یعنی الف لام میم۔ ان کو حروف مقطعہ کہتے ہیں۔ ان میں ایک تو خود الف ہے۔ اس کے متعلق تو یہاں کوئی قاعدہ نہیں اور اس کے سوا جو اور حروف رہ گئے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں تین حرف ہیں۔ جیسے لآم۔ میم۔ قاف۔ نون اور ایک وہ ہیں جن میں دو حرف ہیں۔ طٰ۔ ہٰ۔ جن میں دو حرف ہیں ان کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور جن میں تین حرف ہیں ان پر مد ہوتا ہے۔ اس کو بھی مد لازم کہتے ہیں۔ اور اسکی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو مد حرفی کہتے ہیں۔ پھر ان میں سے جن حروف مقطعہ کے اخیر حرف پر پڑھنے کے وقت تشدید ہے ان کے مد کو مد حرفی مثقل کہتے ہیں۔ جیسے الم میں لام کو جب ا(١ ایسے موقع پر قرآن مجید میں سب جگہ لام میم کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے پس یہ قید واقعی ہے نہ احترازی ١٢ محمد یامین) میم کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس کے اخیر میں تشدید پیدا ہوتی ہے اور جن میں تشدید نہیں ہے ان کے مد کو مد حرفی مخفف کہتے ہیں جیسے الٓمٓ میں میم کے اخیر میں تشدید نہیں ہے۔

(تنبیہ ۱)۔ تین حرفی مقطعات میں جن میں مد پڑھنا بتلایا گیا ہے۔ اکثر میں تو بیچ کا حرف مدہ ہی ہے۔ جس کے بعد

کہیں تو حرف ساکن ہے۔ جیسے مٓیم میں یٰ مدہ ہے اور اس کے بعد میم ساکن ہے اور کہیں حرف مشدد ہے جیسے لاؔم میں الف مدہ ہے۔ اور اس کے بعد میم مشدد ہے اور مدہ پر ایسے مواقع میں ہمیشہ مد ہوتا ہی ہے۔ تو ان میں تو مدہ ہونا عام قاعدہ کے موافق ہے۔ البتہ جن تین حرفی مقطعات میں بیچ کا حرف مد نہیں ہے۔ جیسے کھیعص مے ع ہے وہاں مد ہونا اس عام قاعدے کے موافق نہیں ہے۔ اور اسی واسطے اگر مد نہ کریں تب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مد کریں اور اس کو مد لازم لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ۲) جو حروف مقطعات اخیر میں ہیں ان پر مد اس وقت ہے جب اس پر وقف کریں اور اگر مابعد سے ملا کر پڑھیں ا(اجب کہ سکون لازم کے بعد پھر کوئی ساکن حرف آنے سے پہلا حرف ساکن متحرک ہو جائے ورنہ مابعد حرکت ہوتے ہوئے وصل میں بھی مد کرنا ضروری ہے ۱۲ ابن ضیاء) تو پھر مد کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ جیسے سورۂ آلِ عمران میں الٓمّ کے میم کو اگر اللہ سے ملا کر پڑھیں تو مد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ (قاعدہ ۶) اگر حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی نہ ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو (اور یہ ساکن مقابل ہے اس ساکن کا جو قاعدہ نمبر۳ کے شروع میں مذکور ہوا ہے) تو اس مدہ پر مد کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی درست ہے لیکن کرنا بہتر ہے۔ جیسے اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؑلا پر اور اس کو مد وقفی اور مد عارض بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مد تین الف کے برابر ہے اور اس کو طول بھی کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ دو الف کے برابر مد کریں اور اس کو توسط کہتے ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بالکل مد نہ کریں۔ یعنی ایک ہی الف کے برابر پڑھیں کہ اس سے کم میں حرف ہی نہ رہے گا (آگے تنبیہ سوم دیکھو) اس کو قصر کہتے ہیں اور اس میں افضل طول ہے پھر توسط پھر قصر۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طریقہ اختیار کرو ختم تلاوت تک اسی کے موافق کرتے چلے جاؤ۔ ایسا نہ کرو کہ کہیں طول کہیں قصر کہ یہ بدنما ہے۔ اور یہ مد بھی جائز کی ایک قسم ہے اور جہاں خود مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد نہیں ہوتا جیسے لوگ غَفُوْرًاط شَكُوْرًا پر وقف کر کے مد کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

(تنبیہ۱) مدِ عارض جس طرح مدہ پر جائز ہے اسی طرح لین پر بھی جائز ہے یعنی واؤ ساکن جس سے پہلے زبر ہو اور یاء ساکن جس سے پہلے زیر ہو (دیکھو لمعہ ۵ نمبر ۱۳) جیسے وَالصَّيْف پر يَامِنٌ خَوْفٍ پر وقف کریں اور جس طرح مد یعنی طول جائز ہے اسی طرح توسط اور قصر بھی۔ مگر اس میں افضل قصر ہے۔ پھر توسط پھر طول اور اس مد کو مدّ عارض لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ۲) حرف لین کے متعلق ایک قاعدہ لمعہ ۱۱ قاعدہ نمبر۵ تنبیہ نمبر۱ میں بھی گزرا ہے دیکھ لو۔ کیونکہ وہاں حروف مقطعہ میں سے جو عین ا(امثل حم عسق کا عین اس کو مد لازم لین کہتے ہیں اس میں طول اولیٰ اور قصر ضعیف ہے ۱۲ ابن ضیاء زاروی الہ آبادی) ہے اسکی یاء حرف

لین ہے۔

(تنبیہ۳) یہاں تک جتنی قسمیں مد کی مذکور ہوئیں۔ یہ سب مدفرعی کہلاتی ہیں۔یعنی چونکہ اصل حرف سے زائد ہیں اور ایک مد اصلی ہے اور اس کو ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں۔یعنی الف اور واؤ اور یاء کی اتنی مقدار کہ اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ حرف ہی نہ رہے بلکہ زبر یا پیش یا زیر رہ جائے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

(قاعدہ ۷) یہ قاعدہ حرف مدہ میں سے صرف الف کے متعلق ہے وہ یہ کہ الف خود باریک پڑھا جاتا ہے۔لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پُر ہو یعنی یا تو حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ۵ صفت نمبر ۵ میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پُر ہو جاوے گی۔ یا پُر لام ہو جیسے لفظ اللہ کا لام ہے جب کہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو' تو ان صورتوں میں الف۲ (۲ جاننا چاہیے کہ واؤ مدّہ کا بھی یہی حکم ہے جو یہاں پر الف کا بیان کیا گیا ہے۔عند صاحب جھد المقل اور یہ بھی معمول بہ قراء کا ہے جیسے وَالطُّور میں واؤ عثانی پُر پڑھی جاتی ہے ۱۲ قاری محمد یامین) کو بھی موٹا پڑھیں گے۔

اور جاننا چاہیے کہ ان حرفوں کے پُر ہونے میں بھی تفاوت ہے۔تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پُر ہونے میں بھی ہوگا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔سو سب سے زیادہ تو اسم اَللہ کا لام ہے۔اس کے بعد طاء اس کے بعد صاد اور ضاد ان کے بعد ظاء اس کے بعد قاف اس کے بعد غین اور خاء ان کے بعد راء (حقیقۃ التجوید نمبر۲۳ ۳ (۳ وفیھا ناذاوقع بعد ھارای الحروف المفخمته الف فخم الالف لانه تابع اماقبلها بخلاف اخیتها فانه اذاوقع بعدھاواؤیاء فلایوشر تفخیما الخ ۱۲ منہ۔ صفحہ نمبر۲۹)

ہمزہ کے قاعدوں میں

بارھواں لمعہ۔اس کے بعضے قاعدے تو بدوں عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آ سکتے۔اسلئے صرف دو موقع کے قاعدے لکھ دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اس کی ضرورت ہے۔ (قاعدہ نمبر۱) چوبیسویں سپارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں یہ آیا ہے۔ءَ اَئجَمِیٌّ سو اس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کرکے پڑھو اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

(قاعدہ۲) سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں یہ آیا ہے۔ بِئْسَ الِاسمُ الفُسُوق سو اس کو اس طرح پڑھو کہ بِئْس کے سین پر تو زبر پڑھو اور اس کے بعد کے کسی حرف سے نہ ملاؤ پھر لام جو اس کے بعد لکھا ہے اس کو زبر دے کر بعد کے

سین سے ملادو پھر میم کو اگلے لام سے ملادو۔ خلاصہ یہ ہے کہ الاسم کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں ان کو بالکل مت پڑھو۔

وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

تیرواں لمعہ۔ اصل فنِ تجوید تو مخارج اور صفات کی بحث ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ بقدرِ ضرورت اوپر لکھی گئی۔ باقی اور تین علم اس فن کی تکمیل ہیں۔ علم اوقاف، علم قرأت، علمِ رسم خط، چنانچہ علم اوقاف کی ایک بحث یہ (۱) (۱) والبحث الاخر اقسام الوقف من الحسن والبقیع والتام وغیرہ (جهد المقل) لم اذکرہ کالباقیین لانهالاتتعلق بالتجوید ۱۲ منه) وقف کرنے کے قواعد ہیں۔

(قاعدہ ۱) جو شخص معنی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہیے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے۔ بلاضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے، البتہ اگر بیچ میں سانس ٹوٹ جاوے تو مجبوری ہے پھر اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہیے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اس سے یا اوپر سے پھر لوٹا کر اور مابعد سے ملا کر پڑھے اور اس کا سمجھنا کہ اسی کلمہ سے پڑھوں یا اوپر سے بدوں معنی سمجھے ہوئے مشکل ہے۔ جب تک معنی سمجھنے کی لیاقت نہ ہو شبہ کے موقع میں کسی عالم سے پوچھ لے۔ اور ایسی مجبوری کے وقف میں ایک اس کا خیال رہے کہ کلمہ کے بیچ میں وقف نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کے ختم پر ٹھہرے اور یہ بھی جان لو کہ وقف کرنا حرکت پر غلط ہے۔ جیسا اکثر لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کا سانس سورۂ بقرہ کے شروع میں بِمَآ اُنزِلَ اِلَيكَ کے کاف پر ٹوٹ گیا تو اس وقت کاف کو ساکن کر دینا چاہیے۔ زبر کے ساتھ وقف نہ کریں۔ اسی طرح بے سانس توڑے وقف نہیں ہوتا۔ جیسا بعض لوگ آیت کے ختم پر ساکن حرف پڑھتے ہیں۔ اور بے سانس توڑے دوسری آیت شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی بے قاعدہ ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی مجبوری میں جو کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جسطرح لکھا ہے اسی کے موافق وقف کرو۔ اگر چہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو۔ پڑھنے کے موافق نہ کریں گے مثلاً اَنَا میں جو الف نون کے بعد ہے وہ ویسے پڑھنے میں تو نہیں آتا لیکن اگر اس کلمہ پر وقف کیا جاوے گا تو پھر اس الف کو بھی پڑھیں گے اور پھر جب اس کلمہ کو لوٹاویں گے تو اس وقت چونکہ مابعد سے ملا کر پڑھیں گے۔ اسلیے یہ الف نہ پڑھا جاوے گا۔ ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو اس میں بڑے بڑے حافظ غلطی کرتے ہیں۔

(تنبیہ) قاعدہ مذکورہ کے اخیر میں جو لکھا گیا ہے کہ وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اس کے موافق ٹھہرو۔ اس قاعدہ سے یہ

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

الفاظ مستثنیٰ ہیں اَوْیَعْفُوا سورۃ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں اور اَن تَبُوْءَ سورۃ مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لِتَتْلُوْا سورہ رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَن نَّدْعُوَا سورۂ کہف کے دوسرے رکوع میں اور لِيَرْبُوْا سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں اور لِيَبْلُوْا سورہ محمدؐ کے اول رکوع میں اور نَبْلُوْا سورۂ محمدؐ کے چوتھے رکوع میں اور ثَمُوْدَا چار جگہ سورۂ ہودؔ سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت اور سورۂ نجم میں۔ اور دوسرا قَوَارِيْرَا سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں۔ ان سب الفاظ میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا۔ نہ وصل میں نہ وقف میں اور لفظ لٰكِنَّا خاص سورہ کہف میں اور اَلظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِيْلَا یہ تینوں سورہ احزاب میں سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِيْرَا یہ دونوں سورہ دہر میں اور لفظ اَنَا جہاں کہیں آوے تمام قرآن میں ان تمام لفظوں میں بحالتِ وصل الف نہیں پڑھا جاتا اور حالتِ وقف میں الف پڑھا جاتا ہے۔ مگر خاص لفظ سَلٰسِلَا کو حالتِ وقف میں بدون الف پڑھنا بھی مروی ہے یعنی سَلٰسِل۔

(قاعدہ۲) جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر وہ ساکن ہے تب تو اس میں کوئی بات بتلانے کی نہیں اور اگر وہ متحرک ہے (ا؎ یعنی متحرک بحرکت اصلیہ کیونکہ جہاں حرکت عارضی ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ عنقریب قاعدہ نمبر ۵ میں آتا ہے ۱۲ محمد یامین۔) ہے تو اس پر وقف کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہی جو سب جانتے ہیں کہ اس کو ساکن کردیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر جو حرکت ہے اس کو بہت خفیف سا ظاہر کیا جاوے اس کو رَوم کہا جاتا ہے۔ اور اندازہ اس حرکت کا تہائی حصہ ہے اور یہ زبر میں نہیں ہوتا ہے۔ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے جیسے بِسمِ اللّٰہ کے ختم پر میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جاوے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِیْنُ کے نون پر ایسا ہی ذرا سا پڑھ دیا جاوے اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے نون پر چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس حرکت کا اشارہ صرف ہونٹوں سے کردیا جاوے یعنی پڑھا بالکل نہ جاوے بلکہ اس حرکت کے ظاہر پڑھنے کے وقت ہونٹ جس طرح بن جاتے ہیں اسی طرح ہونٹوں کو بنایا جاوے اور اس حرف کو بالکل ساکن ہی پڑھا جاوے۔ اور یہ اشمام کہلاتا ہے اور اس کو پاس والا بھی نہیں سن سکتا۔ کیونکہ اس میں حرکت زبان سے تو ادا ہوئی نہیں البتہ آنکھوں والا پڑھنے والے کے ہونٹ دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ اس نے اشمام کیا ہے اور اشمام صرف پیش میں ہوتا ہے اور زبر زیر میں نہیں ہوتا۔ مثلاً نَسْتَعِیْنُ کے نون پر پیش ہے اس پیش کو پڑھا تو بالکل نہیں نون کو بالکل ساکن پڑھا مگر ہونٹوں کو نون ادا کرنے کے وقت ایسا بنا دیا جیسا پیش پڑھنے کے وقت بن جاتے ہیں یعنی ذرا چونچ سی بنادی۔ (قاعدہ۳) جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جائز ہے مگر حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ ظاہر نہ کیا جاوے گا (تعلیم الوقف حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ مکی۔)

(قاعدہ۴) تاء جو کہ ہ کی شکل میں گول لکھی جاتی ہے مگر اس پر نقطے بھی دیے جاتے ہیں اگر ایسی تاء پر وقف ہو تو وہاں

دو باتوں کا خیال رکھو۔ ایک تو یہ کہ اس کو ہ کے طور پر پڑھو دوسرے یہ کہ وہاں روم اور اشمام مت کرو (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۵) رَوم اور اشمام حرکت عارضی پر نہیں ہوتا ہے جیسے وَلَقَدِ اسْتُھزِئَ میں کوئی شخص لَقَد پر وقف کرنے لگے تو دال کو ساکن پڑھنا چاہیے اس کے زیر میں روم نہ کریں کیونکہ عارضی ہے (تعلیم الوقف) اور اس کو بھی عربی والے جان سکتے ہیں۔ تم کو جہاں جہاں شبہ ہو کسی عالم سے پوچھ لو۔

(قاعدہ ۶) جس کلمہ پر وقف کرو اگر اس کے اخیر حرف پر تشدید ہو تو رَوم اور اشمام میں تشدید بدستور باقی رہے گی (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۷) جس کلمہ پر وقف کیا جاوے اگر اس کے اخیر حرف پر زبر کی تنوین ہو تو حالت وقف میں اس تنوین کو الف سے بدل دیں گے جیسے کسی نے فَاِن کُنَّ نِسَاءً پر وقف کیا تو اس طرح پڑھیں گے۔ نِسَآءَ

(قاعدہ ۸) جس مد وقفی کا بیان گیارہویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۶ میں ہوا ہے۔ اگر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے اس وقت وہ مد نہ ہوگا مثلاً اَلرَّحِیم یا نَسْتَعِیْنُ میں اگر پیش یا زیر کا ذرا سا حصہ ظاہر کر دیں تو پھر مد نہ کریں گے (تعلیم الوقف)

فوائدِ متفرقہ ضروریہ کے بیان میں

چودھواں لمعہ۔ اور گو ان میں سے بعض بعض فوائد پر بھی معلوم ہو گئے ہیں مگر چونکہ دوسرے مضامین کے ذیل میں بیان ہوئے تھے۔ شاید خیال نہ رہے اس لیے ان کو پھر لکھ دیا اور زیادہ تر نئے فائدے ہیں۔

(فائدہ ۱)، سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں لٰکِنَّا ھُوَاللہُ یعنی لٰکِنَّا میں الف لکھا ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا البتہ اگر اس پر کوئی وقف کر دے تو اس وقت پڑھا جاوے گا۔

(فائدہ ۲) سورۃ دہر کے شروع میں سَلَٰسِلَا یعنی دوسرے لام کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے اور پہلے لام کے بعد جو الف لکھا ہے وہ ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

(فائدہ ۳) اسی سورۂ دہر میں وسط کے قریب قَوَارِیرَا قَوَارِیرَا دو دفعہ ہے۔ اور دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے سو

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

ان کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاوے گا اور وقف نہ کرو تو الف نہیں پڑھا جاوے گا اور زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ کو وقف کرتے ہیں دوسری جگہ نہیں کرتے تو اس صورت میں پہلی جگہ الف پڑھو دوسری جگہ مت پڑھو۔

(فائدہ۴) قرآن میں ایک جگہ امالہ یعنی سورۂ ہود میں جو **بِسمِ اللهِ مَجرٖهَا** ہے اس کا بیان لمعہ نمبر۸ قاعدہ نمبر۴ میں دیکھ لو۔

(فائدہ۵) سورۂ حم سجدہ میں ایک جگہ تسہیل ہے ءَ اَعجمیٌّ اس کا بیان بارھویں لمعہ کے قاعدہ نمبر۱ میں گزرا ہے دیکھ لو۔

(فائدہ۶) سورۂ حجرات میں **بِئسَ الِاسمُ** میں الاسم کا ہمزہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس کے لام کو اس کے سین سے ملا دیتے ہیں اس کا بیان بھی بارھویں لمعہ کے قاعدہ نمبر۲ میں گزرا ہے۔

(فائدہ۷) **لَئِن بَسَطتَّ** اور **اَحَطتُّ** اور **مَافَرَّطتُّم** اور **مَافَرَّطتُ** میں ادغام ناتمام ہوتا ہے۔ یعنی طاء کو تاء کے ساتھ ملا کر مشدد کر کے اس طرح پڑھا جاوے کہ طآء اپنی صفت استعلاء واطباق کے ساتھ بدوں قلقلہ کے پُرادا ہوا ورتآء باریک ادا ہو۔ اور **اَلَم نَخلُقكُّم** میں بہتر یہی ہے[1] (ا ویجورز الناقص ایضاوھوان یبقی بعض صفات المدغم ۱۲ منه) کہ پورا ادغام کیا جاوے۔ یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جاوے بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدد کر کے پڑھا جاوے۔

(فائدہ۸) ن والقلم اور **یٰسین والقران الحکیم** میں نون اور سین کے بعد جو واؤ ہے یرملون کے قاعدہ کے موافق جس کا ذکر دسویں لمعہ کے قاعدہ نمبر۳ میں آچکا ہے اس واؤ میں ادغام ہونا چاہیے۔ مگر ادغام نہیں کیا جاتا۔[2] (۲ عند حفصؒ ۱۲ منہ)

(فائدہ۹) سورۂ یوسف کے دوسرے رکوع میں ہے لَا تَاْمَنّا اسمیں نون پر اشمام کیا کرو۔

(فائدہ۱۰) قرآن مجید میں کہیں کہیں سکتہ لکھا ہوا پاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذرا ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو اور باقی سب قاعدے اس میں وقف کے جاری ہونگے۔[3] (۳ اختیارہ لانہ سہل علی الاطفال ویجوز الروم ایضا لاتامننا ولایجوز الادغام المحض ۱۲ منہ) مثلاً سورۂ قیامہ میں ہے مَن سکتہ راق تو یرملون کے موافق من کے نون کا ''ر'' میں ادغام ہوجاتا ہے مگر ادغام نہیں ہوا۔ کیونکہ جب سکتہ کو بجائے وقف کے سمجھا تو گویا نون اور راء میں اتصال نہیں رہا اس لئے ادغام نہیں ہوا۔ اسی طرح سورہ کہف میں ہے عِوَجاً سکتہ قَیِّماً تو اگر عِوَجا پر وقف نہ کریں۔ اور مابعد سے ملا کر پڑھیں تو اخفاء نہیں ہوگا۔ بلکہ زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر سکتہ کیا جاوے گا اور تمام قرآن شریف میں حفصؒ کی روایت میں کل سکتے چار ہیں۔ ایک سورہ قیامہ میں دوسرا سورہ کہف میں جو کہ مذکور ہوئے تیسرا سورہ یٰسین میں مِن مَّرقَدِنَا کے

الف پر جب کہ مابعد سے ملا کر پڑھا جائے۔ اور چوتھا سورۂ مطففین میں کَلَّا بَل کے لام ساکن پر بس ان کے سوا سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ نہیں۔

(فائدہ۱۱) قرآن میں جہاں پیش آوے اس کو واؤ معروف کی سی بودے کر پڑھو اور جہاں زیر آوے اس کو یائے معروف کی سی بودے کر پڑھو ہمارے ملک میں پیش کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ مجہول پیدا ہوتی ہے اور زیر کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھادو تو یائے مجہول پیدا ہوتی ہے تو یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے۔ایسا مت کرو بلکہ پیش کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ معروف پیدا ہوا اور زیر کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو یائے معروف پیدا ہوا اور زیر اور پیش کے اس طرح ادا ہونے کو ماہر استاد سے سن لو۔لکھا ہوا دیکھنے سے سمجھ میں شاید نہ آیا ہو۔

(فائدہ۱۲) جب واؤ مشدد یا کہ یاء مشدد پر وقف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہیے تاکہ تشدید باقی رہے جیسے عَدُوٌّ ط اور عَلَى النَّبِىِّ ط

(فائدہ۱۳) سورۂ یوسف میں ہے۔ لَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ط اور سورۂ اقراء میں ہے لَنَسفَعًا م بِالنَّاصِيَةِ اگر لِيَكُونًا اور لَنَسفَعًا پر وقف کرو تو الف (وان کان خلاف القیاس لانها نون خفیفته لکن الوقف یکون تابعاً للرسم ۱۲ ۔ هذا القاعدة اکثریة لاکلیة فان ثمودا بالالف اذاوقف علیه لایکون وقفة تابعاً للرسم ۱۲۔ قاری محمد یامین) سے پڑھو یعنی تنوین مت پڑھو۔

(فائدہ۱۴) چار لفظ قرآن مجید میں ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس صاد پر چھوٹا سا سؔ بھی لکھ دیتے ہیں۔اس کا قاعدہ سمجھ لو ایک تو سورۂ بقرہ میں ہے يَقبِضُ وَيَبصُطُ دوسرا سورۂ اعراف میں فى الخلق بصۜطة ان دونوں جگہوں میں سؔ پڑھو۔تیسرا سورۂ طور میں اَم هُمُ المُصَيطِرُونَ اس میں چاہے س پڑھو چاہے صاد پڑھو۔ چوتھا سورہ غاشیہ میں بِمُصَيطِرٍ اس میں صاد پڑھو۔

(فائدہ ۱۵) کئی مواقع قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ لکھا ہوا تو ہے لَاٰ اور پڑھا جاتا ہے لَ پڑھتے وقت ان کا بہت خیال رکھو ایک سورۂ عمران میں لَا اِلَى اللهِ تُحشَرُونَ دوسرا سورہ توبہ میں وَلَا اَوضَعُوا تیسرا سورہ نمل میں اَولَا اَذبَحنَّه چوتھا والصّٰفّٰت میں لَااِلَى الجَحِيم پانچواں سورہ حشر میں لَااَنتُم اَشَدُّ اسی طرح سورہ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں لکھا ہوا ہے۔اَفَاۡىِٕن ا ور پڑھا جاتا ہے اَفَئِن اور چند مقامات میں لکھا ہوا تو ہے مَلَا ئِه اور پڑھا

جاتا ہے۔ مَلَإِہٖ اور سورۂ کہف کے چوتھے رکوع میں لکھا ہوا تو ہے

لَشَاْئٍ اور پڑھا جاتا ہے لِشَيْءٍ اور بعض جگہ لکھا ہوا ہے نَبَاۡئِ اور پڑھا جاتا ہے نَبَإِ

(تنبیہ) مذکورہ قاعدے اکثر تو وہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں اور جن میں اختلاف ہے ان میں سے امام حفص رحمتہ اللہ علیہ کے قواعد لکھے ہیں جن کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور انہوں نے قرآن مجید حاصل کیا ہے۔ امام عاصمؒ تابعی سے اور انہوں نے زر بن حبیش اسدیؒ (۱) (زر بالکسر وشدتِ راء وحبیش بالضم وفتح ثانی وسکون ثالث مصغر کمافی المعنی والتقریب ۱۲ منہ) اور عبداللہ بن حبیب سلمیؒ سے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ان سب حضرات نے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

خاتمہ:۔ چاند کا پورا لمعہ بھی چودہویں رات کو ہوتا ہے اور یہاں بھی چودہویں کے ختم پر سب مضامین پورے ہوگئے۔ اس لئے یہاں پہنچ کر رسالہ کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمادے۔ طالب علموں سے خصوص بچوں سے خصوص قدوسیوں سے رضائے مولیٰ کی دعا کا طالب ہوں۔

اشرف علی عفی عنہ ۵، صفر ۱۳۳۴ء